آدابِ حدیث

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوۃ اکیڈمی، لیسٹر، برطانیہ

التزکیہ
AT-TAZKIYAH
PO BOX 8211, LEICESTER,
LE5 9AS, UK

فہرست

تقریظ

جانشین شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم
استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین و علی آلہ و أصحابہ اجمعین

علم حدیث اشرف ترین علم ہے۔ دین کا اہم ترین ستون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی ذاتِ والا صفات اس کا موضوع ہے۔ آپ کے اقوال و افعال اور آپ کی صفات اور تقریر کو حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ علم از اول تا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی پاکیزہ زندگی سے متعلق ہے نہ بغیر اس کے کلام اللہ کی تفسیر ممکن ہے اور نہ فقہ کی تدوین ہی ممکن ہے اس لئے علماء امت نے ہر زمانہ میں اس کی خدمت اور اس سے وابستگی کو اپنے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ سمجھا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے قرونِ اولی ہی میں ایسے اصول و ضوابط وضع کئے جن سے ہر حدیث کا مقام متعین ہو جائے اور وہ احکامِ شرعیہ جو ان احادیث سے استنباط کئے گئے ہیں ان کی حیثیت کا تعین ہو سکے۔

چونکہ اللہ تعالی کو سلسلۂ نبوت ہمارے آقا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم پر ختم کرنا تھا اور کسی دوسرے نبی کو قیامت تک پیدا نہیں ہونا تھا جو خلقِ خدا کے لئے چراغِ ہدایت بن سکے اس لئے اس علم کی حفاظت بھی امتیازی انداز میں کی گئی۔ اگر یہ کہا جائے کہ دنیا میں کسی نبی کے اقوال و افعال، صفات و تقریرات کو اس کی امت محفوظ نہ کرسکی اور یہ اہم کام اللہ نے صرف امتِ

محمدیہ ہی سے لیا ہے تاکہ یہ دین تاقیامت محفوظ رہ سکے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہو گا۔

مذکورہ بالا تشریح سے علمِ حدیث کی اہمیت اور اس آخری دین کے بقاء کے لئے اس علم کی ضرورت کا ادراک بخوبی ہوتا ہے اس لئے اس علم کے حاصل کرنے والے طلبہ کے لئے جو اللہ کے نبی کے وارث بھی ہیں علمِ حدیث کے آداب سے واقف ہونا اور ان کا خیال رکھنا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ

با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

فارسی کا مقولہ مشہور ہے۔ اور اربابِ بصیرت کا مشاہدہ بھی ہے کہ جو شخص جس قدر اس علم سے مخلصانہ شغف رکھتا ہے اور احترام کرتا ہے اسی قدر اس کا روحانی رشتہ اس ذاتِ والا صفات سے مضبوط ہوتا ہے جس کی طرف یہ علم منسوب ہے۔ حضرت مولانا محمد سلیم صاحب دھورات مد ظلہ کے رفقاء نے ان کی ایک درسی تقریر کو کیسٹ سے قلمبند کر کے آدابِ حدیث کے عنوان سے ایک مختصر اور مفید تر رسالہ کی شکل میں مرتب فرمایا ہے جس کو اس فقیر نے اثناءِ سفر دیکھا اور طلباء کے لئے بالخصوص بہت مفید پایا۔

راقم الحروف دعاگو ہے کہ اللہ تعالی موصوف کے اس مبارک عمل کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اس رسالہ سے طالبینِ علومِ نبوت کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی سعادت عطا فرمائے آمین۔

(حضرت اقدس مولانا) ارشد مدنی(صاحب دامت برکاتہم)

خادم دار العلوم دیوبند

۲۹ ربیع الآخر ۱۴۳۰ھ

تقریظ

حضرت اقدس مولانا ہاشم جوگواڑی صاحب دامت برکاتہم

خلیفۂ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

بعد حمد وصلوۃ مولانا محمد سلیم صاحب مد ظلہ العالی کی یہ تقریر جو آداب پر مشتمل ہے مکمل سنی، اللہ تعالی شانہ اس کی قدر دانی کی توفیق عطافرمائے۔ یہ مکمل تقریر آداب کے بارے میں ہے، اس کو طلبہِ عظام حرز جان بنائیں اور اس پر عمل کی پوری سعی فرمائیں، کیونکہ آداب ہی سے علم نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ اخلاق محسنی میں ہے:

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب گشت محروم از فضل رب

اس لئے جن آداب کی رہنمائی کی گئی ہے، خواہ وہ اساتذہ کے متعلق ہو یا کتاب کے متعلق ہو یا محدثین کے آداب کے متعلق ہو، ان سب کی رعایت ضروری ہے۔ طلبہِ کرام ان آداب کو غور وفکر سے پڑھیں اور عمل کی کوشش کریں ورنہ علم کی دولت حاصل نہیں ہو سکے گی۔ اللہ تعالی ان آداب کی رعایت کا جذبہ سب کے قلوب میں پیوست فرمائے۔

ظاہری آداب اور باطنی آداب سب کی رعایت نہایت ضروری ہے۔ مشائخ نے تو پورے تصوف کا خلاصہ آداب ہی بتایا ہے، التصوف کلہ آداب، اس لئے اپنے آپ کو بے ادبی سے بچانا نہایت ضر وری ہے ورنہ محرومی ہی محرومی ہے۔

اس رسالہ کو اہتمام سے سبقاً سبقاً پڑھنا چاہیئے تاکہ ہر جگہ کے آداب کا علم حاصل ہو جن پر عمل سے ظاہری و باطنی کمالات حاصل ہو سکیں۔ اللہ تعالی شانہ مجھے بھی ان آداب پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور قارئین کو بھی۔ و ما توفیقی الا باللہ، علیہ توکلت والیہ المرجع والمآب-

(حضرت اقدس مولانا) ہاشم (صاحب دامت برکاتہم)
۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

تقریظ

حضرت مولانا عتیق احمد بستوی صاحب دامت برکاتہم
استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین محمد بن عبد اللہ الأمین و علی آلہ و أصحابہ أجمعین

اللہ جلّ شانہ کا بے انتہاء شکر و احسان ہے کہ آزاد دینی مکاتب، مدارس اور جامعات کا سلسلہ وسیع تر ہوتا جا رہا ہے، برّ صغیر (ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش) سے آگے بڑھ کر برطانیہ، ساؤتھ افریقہ، امریکہ، کناڈا وغیرہ میں بھی عالیشان مدارسِ اسلامیہ قائم ہیں جہاں پر برِّ صغیر کے بڑے مدارس کی طرح دورۂ حدیث تک کی تعلیم ہو رہی ہے۔

مدارس اور طلبہِ مدارس کی تعداد اور حجم میں روز افزوں اضافہ کے ساتھ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے مدارس میں تعلیم و تربیت کا معیار بہت تیزی سے گر رہا ہے، کمیت میں عروج ہے تو کیفیت میں زوال ہے، لیکن اللہ تعالی شانہ کا شکر و احسان ہے کہ مدارس کے بزرگوں اور ذمہ داروں نیز اساتذہ مدارس میں "احساس زیاں" باقی ہے، جہاں بھی جانا ہوتا ہے مدارس کی تعلیم و تربیت کے گرتے معیار پر فکر مندی اور حالات کو بہتر بنانے کا جذبہ پایا جاتا ہے۔

تعلیم و تربیت کے معیار میں زوال کا ایک بڑا سبب مدارس کے طلبہ میں مقصدیت کا فقدان، اخلاصِ نیت سے محرومی اور آداب طلبِ علوم سے دوری ہے، ہمارے مدارس میں اخلاص و اختصاص کی نئی روح پھونکنے کی ضرورت ہے

اور یہ کام مخلص اور تجربہ کار اساتذہ ہی بہتر طور پر انجام دے سکتے ہیں۔

اس سلسلۂ زریں کی ایک اہم کڑی حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم کی زیرِ نظر تحریر "آدابِ حدیث" ہے، جس میں انھوں نے اسلامی علوم خصوصاً علمِ حدیث سیکھنے کے باطنی اور ظاہری آداب کو بڑے سادہ و شستہ اور موثر پیرایۂ بیان میں پیش کیا ہے، اللہ تعالی حضرت مولانا موصوف کی عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے اور تعلیم و تربیت، مردم گری اور افراد سازی کا کام ان سے اور ان کے رفقاء سے خوب خوب لیتا رہے۔

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات دامت برکاتہم برطانیہ کے ان معدودے چند علماء میں سے ہیں جنہیں اللہ جل شانہ نے دین و دعوت کی متنوع خدمات کی توفیق عطا فرمائی ہے اور ان کے کاموں میں خوب برکت دی ہے۔ برطانہ کے مشہور شہر لیسٹر میں "اسلامک دعوہ اکیڈمی" قائم کر کے نئی نسل کی تربیت اور نوجوانوں میں دینی ماحول کے فروغ اور انہیں اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا جو عظیم کام شروع فرمایا تھا اس نے سایہ دار تناور درخت کی صورت اختیار کر لی ہے۔ دعوہ اکیڈمی کے تحت قائم مدرسہ "ریاض العلوم" فی الحقیقت "ریاض الصالحین" (صالحین کا باغ) نظر آتا ہے، اس مدرسہ میں متعدد بار حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور طلبہ و طالبات سے خطاب کرنے کا موقع ملا، مدرسہ اور اکیڈمی کا نورانی و ایمانی ماحول دیکھ کر دل بہت مسرور ہوا اور بڑی امیدیں قائم ہوئیں۔ اللہ جل شانہ ان شاء اللہ اس مدرسہ کے فارغین اور اس سے استفادہ کرنے والے بھائیوں اور بہنوں سے پورے مغرب (یورپ و امریکہ) میں دین کی تعلیم و تدریس اور دعوت کا کام لے گا اور یہ مدرسہ پورے مغرب کے لئے مینارۂ نور اور دینی اور دعوتی پاور ہاؤس ثابت ہو گا۔

زیرِ نظر تحریر (آدابِ حدیث) حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم کا وہ خطاب ہے جو انہوں نے مدرسہ ریاض العلوم کے حدیث کے طلبہ کے سامنے آغازِ درس میں کیا ہے، یہ خطاب "دریا بہ کوزہ" کا مصداق

ہے، ان شاء اللہ "آداب حدیث" کے مطالعہ سے دینی مدارس کے طلبہ و طالبات میں مقصدیت، صحیح جذبہ و روح پیدا ہوگی اور ان آداب پر عمل کرنے سے طلبہ کا تعلیمی اور تربیتی معیار بلند ہوگا۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس کتابچہ کو قبول فرمائے اور طلبہ و طالباتِ علومِ دینیہ نیز تمام ناظرین کے لئے خوب نافع بنائے۔

(حضرت مولانا)عتیق احمد قاسمی(صاحب دامت برکاتہم)

وارد حال مسجد حرا ڈیوزبری برطانیہ

۱۸ جون ۲۰۰۹ء

آداب حدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ للّٰہ وَکَفٰی والصلوۃ وَالسَلاَم عَلَی سَیّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الأنبیَاء وَعَلَی آله الأصفِیَاءِ وَاَصحَابه الأَتقِیَاءِ، أَمَّا بَعدُ: فَقال النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: الراحمون یرحمهم الرحمن تبارکَ و تعالی ارحموا من في الأرض یرحمکم من في السماء (رواہ ابو داود و الترمذی و احمد)

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي، وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي، يَفْقَهُوا قَوْلِي۔ سُبْحَانَکَ لا عِلْمَ لَنَا إِلا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّکَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ۔ اللهم انفَعنَا بِمَا عَلَّمتَنَا وَعَلِّمنَا مَا یَنفَعُنَا.

إِنَّ اللَّهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا، اللهم صلّ و سلّم و بارك علی سیّدنا و مولانا محمّد و علی آله و أصحابه و أتباعه و أزواجه و ذریاته۔

علم میں کامیابی کا مدار آداب کی رعایت ہے

کوئی بھی کام جب اس کے اصول اور آداب کے ساتھ کیا جائے تو اس میں کما حقہ کامیابی حاصل ہوتی ہے، اور اگر آداب اور اصول میں کوتاہی کی جاتی ہے تو پھر کسی نہ کسی درجہ میں ناکامی ضرور ہوتی ہے۔ آپ علمِ نبوت حاصل کرنا چاہتے ہیں، اس کے بھی اصول اور آداب ہیں۔ آپ کو چاہئے کہ آپ انہیں خوب ذہن نشین کر لیں اور ان کی پوری پابندی کریں تاکہ اس پر جو متعدد فوائد مرتب ہوتے ہیں وہ آپ کو حاصل ہوں۔

علمِ حدیث کے آداب کے فوائد

علمِ حدیث کے آداب کی پابندی کرنے والے طالبِ علم کو چار فوائد

حاصل ہونگے۔

1) نصرتِ خداوندی حاصل ہو گی، اور طلبِ علم میں یہ بہت بڑی چیز ہے۔

2) حصولِ علم میں کامیابی حاصل ہو گی۔

3) آپ پر اس علم کا رنگ چڑھے گا جس کے اثرات نمایاں طور پر نظر آئیں گے۔

4) اللہ تعالی آپ کو دوسروں پر رنگ چڑ ھانے کی توفیق عطا فرمائیں گے۔

ان تمہیدی کلمات سے آپ حضرات کو یہ سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ یہ آداب اور یہ اصول کتنے اہم ہیں۔

ان اصول اور آداب میں سے کچھ تو باطنی ہیں اور کچھ ظاہری۔

باطنی آداب

باطنی آداب کل تین ہیں:

پہلا یہ ہے کہ اس علم کی دلوں میں عظمت ہو۔ یہ استحضار رہے کہ جس علم کے حصول میں ہم مشغول ہیں یہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کی طرف سے آیا ہوا علم ہے، اس کا سرچشمہ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ ہیں، یہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم کے اقوال اور افعال پر مشتمل ہے، اور یہ ایسا علم ہے کہ دنیا کا دوسرا کوئی علم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

دوسرا یہ ہے کہ اس علم سے محبت ہو۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ و سلم ہمارے محبوب ہیں اور محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ محبوب کا قول بھی محبوب، محبوب کا فعل بھی محبوب، محبوب کی ہر نقل و حرکت محبوب، محبوب کی تقریر بھی محبوب، محبوب کی تحریر بھی محبوب۔ تو یہ آنخضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے اقوال ہیں، آنخضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے افعال ہیں، لہذا ان سے محبت ہونی چاہئے۔

تیسرا ادب تصحیحِ نیت ہے اور تصحیحِ نیت کے ساتھ ساتھ برابر اس کی

تجدید۔ یہ علم چونکہ علومِ آخرت میں سے ہے اس لئے مقصود صرف آخرت کا نفع ہونا چاہئے، احکامِ الٰہی کی پیروی اور لوگوں کو اس کی طرف لانے کی نیت ہونی چاہئے۔ حصولِ دنیا، حصولِ مال و جاہ مقصود نہیں ہونا چاہئے۔

جنت کی خوشبو سے محروم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنْ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(ابو داود، کتاب العلم، بَاب فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لِغَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى)

جو شخص ایسے علم کو جو صرف اللہ کو راضی کرنے کے لئے حاصل کیا جاتا ہے صرف اس لئے پڑھتا ہے کہ اس کے ذریعہ دنیا کمائے تو ایسا شخص قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

علمِ قرآن، علمِ حدیث، علمِ فقہ اور علمِ نبوت کو صرف حصولِ رضائے الٰہی کے لئے پڑھنا چاہئے تھا مگر پڑھنے والا حصولِ دنیا کی غرض سے یعنی دنیا کے مال و متاع کے لئے، واہ واہ کے لئے اور جاہ کے لئے پڑھتا ہے، تو اس نے اس مبارک علم کی بڑی ناقدری کی۔ حاصل کرنا چاہئے تھا اللہ کی رضاجوئی کے لئے اور حاصل کر رہا ہے اس حقیر دنیا کی خاطر، تو علم کی اس ناقدری کی وجہ سے ایسے شخص کو قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی حاصل نہیں ہو گی۔ مطلب یہ ہے کہ جنت میں داخلہ تو بہت دور کی بات ہے، اسے جنت کے قریب بھی نہیں آنے دیا جائے گا بلکہ بہت دور رکھا جائے گا۔

عرض کرنے کا منشا یہ ہے کہ نیت صحیح ہو اور نیت کو صحیح کر لینے کے بعد دورانِ سال بھی نیت کی برابر نگرانی رہے اور ہر وقت یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس علم کا تعلق آخرت سے ہے، لہذا مقصد صرف آخرت کا نفع ہونا چاہئے۔

علم حدیث کی غرض

آپ حضرات کو اللہ تعالی نے علمِ حدیث پڑھنے کی سعادت سے نوازا ہے، اس پر جتنا شکر اداء کریں کم ہے۔ حضرات علماء کرام نے اس علم کو پڑھنے کی مختلف اغراض بیان کی ہیں اگر وہ مستحضر رہیں تو نیت کی تصحیح کا کام آسان ہو جائے گا۔

سب سے پہلی غرض یہ ہے کہ ہم اس علم کو ان فضیلتوں کو حاصل کرنے کے لئے پڑھ رہے ہیں جو احادیثِ شریفہ میں اس علم کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔

نضّر اللہ امرأ

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد ہے:

نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا (الترمذی، کتاب العلم، بَاب مَا جَاءَ فِي الْحَثِّ عَلَى تَبْلِيغِ السَّمَاعِ)

یہ حدیث دعا بھی ہو سکتی ہے اور خبر بھی۔ اگر دعا ہے تو مطلب یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ سرسبز و شاداب رکھے، خوش و خرم رکھے، ترو تازہ رکھے اس شخص کو جس نے میری بات کو سنا اور اس کو محفوظ کیا اور اسے آگے دوسروں تک پہنچایا۔

اور اگر خبر ہے تو مطلب یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ سرسبز و شاداب رکھے گا، ترو تازہ رکھے گا اور خوش و خرم رکھے گا، ایسے شخص کو جو میری بات کو سنتا ہے، اسے محفوظ کرتا ہے اور دوسروں تک پہنچاتا ہے۔

دیکھئے! کتنی بڑی فضیلت ہے۔ یا تو یہ کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم خبر دے رہے ہیں کہ میری بات کو پڑھنے والا، محفوظ کرنے والا اور دوسروں تک پہنچانے والا خوش رہے گا اور تروتازہ رہے گا، یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم ایسے شخص کے لئے خوش و خرم رہنے کی دعا فرما رہے ہیں۔اگر خبر ہے تب بھی بہت بڑی بات ہے اور دعا ہے تب بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم

کی دعا کا مل جانا کتنی بڑی نعمت و سعادت ہے۔

خادمینِ حدیث کے چہرے بارونق رہتے ہیں

اسی وجہ سے حدیث کی خدمت کرنے والوں کے چہرے بارونق ہوتے ہیں، بعض علماء فرماتے ہیں:

ما من رجل يطلب الحديث إلا كان على وجهه نضرة

جو شخص بھی علمِ حدیث کی طلب میں مشغول رہتا ہے، پڑھتا ہے، پڑھاتا ہے اس کے چہرے پر ایک خاص قسم کی تر و تازگی رہتی ہے۔

تو یہ نیت کر لی جائے کہ علمِ حدیث اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ جو علم حدیث میں مشغول رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے تر و تازہ رکھتے ہیں، سرسبز و شاداب رکھتے ہیں اور خوش و خرم رکھتے ہیں۔

قیامت میں آپ ﷺ سے قریب حدیث کا شغل رکھنے والے ہونگے

ایک اور فضیلت سنئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم ارشاد فرماتے ہیں:

أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً (الترمذی، کتاب الصلوة، بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

لوگوں میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والے ہیں۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں حضراتِ محدثین کے لئے، مشتغِلین بالحدیث کے لئے اور حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے بڑی فضیلت ہے اس لئے کہ یہ حضرات بکثرت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ و سلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ وہ حدیث پڑھتے ہیں، اس کا ترجمہ کرتے ہیں، اس کی تشریح کرتے ہیں اور سننے والے سنتے ہیں، اور اس دوران جب جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا اسمِ گرامی آتا ہے تو درود شریف پڑھتے ہیں۔ پتہ نہیں ایک ایک

درس میں کتنی مرتبہ درود شریف پڑھتے ہونگے۔

دورہ کے طلبہ سال میں تقریبا چالیس ہزار حدیثیں پڑھتے ہیں

دورہ حدیث والے طلبہ سال میں تقریبا چالیس ہزار حدیثیں پڑھتے ہیں اور ان چالیس ہزار حدیثوں میں پتہ نہیں ایک ایک حدیث میں کتنی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا اسمِ مبارک آتا ہو گا۔ پھر اس حدیث کا ترجمہ، پھر اس کی تشریح، تشریح میں مختلف مذاہب کی تائید میں کئی حدیثوں کا بیان۔ اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا ذکر سب سے زیادہ حدیث پڑھنے والے، پڑھانے والے کرتے ہیں۔اور ظاہر ہے کہ اتنا ہی درود شریف بھی پڑھتے ہیں لہذا اس حدیث میں جو فضیلت بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والے ہیں یہ فضیلت بدرجۂ اتمّ حضراتِ محدثین کو اور مشتغِلین بالحدیث کو حاصل ہو گی۔ تو یہ بھی نیت کر لی جائے کہ ہم احادیث کو اس لئے پڑھ رہے ہیں کہ جو بھی اس میں مشغول ہوتا ہے وہ بکثرت درود شریف پڑھتا ہے اور جو بکثرت درود شریف پڑھتا ہے اسے قیامت کے دن قربِ نبوی حاصل ہو گا۔

محدثین آپ صلی اللہ علیہ و سلم کے خلفاء ہیں

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''أوسط'' میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے جس سے ایک اور فضیلت معلوم ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے دعا فرمائی کہ اللھم ارحم خلفائي، اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے عرض کیا کہ و من خلفائك یا رسول اللہ، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم آپ کے خلفاء کون ہیں؟ (جن کے لئے یہ دعا ہو رہی ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا الذین یروون أحادیثی و یعلّموھا النّاس، (میرے خلفاء) وہ لوگ ہیں جو میری حدیثوں کو روایت

کرتے ہیں اور دوسروں کو سکھاتے ہیں۔ (مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب ما جاء فی فضل العلم)

قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی چھوٹے سے شیخ کی خلافت کسی کو مل جاتی تو کتنی خوشی اور کتنا شور ہوتا ہے اور کتنی بڑی بات سمجھی جاتی ہے اور جو لوگ حدیثوں کو سیکھتے ہیں، دوسروں کو سکھاتے ہیں، انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی خلافت مل رہی ہے۔ خود آپ صلی اللہ علیہ و سلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ میرے خلفاء ہیں، کتنی بڑی سعادت ہے۔ تو یہ نیت کر لی جائے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی اس دعا کے مستحق بننے کے لئے پڑھ رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے نائب اور خلیفہ بننے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے پڑھ رہے ہیں۔

تو سب سے پہلی غرض آپ کی یہ ہونی چاہئے کہ علمِ حدیث کو پڑھنے پڑھانے کے سلسلہ میں جو فضیلتیں وارد ہوئی ہیں ان کے حصول کے لئے ہم پڑھ رہے ہیں۔

حصولِ حدیث کی ایک غرض فہمِ قرآن ہے

دوسری غرض فہمِ قرآن اور عمل بالقرآن ہے۔ قرآنِ مجید شریعت کا مدار ہے مگر یہ مجمل ہے اور احادیثِ شریفہ اس کی شرح ہیں، ظاہر ہے کہ بغیر شرح کے متن سمجھنا دشوار ہوتا ہے، لہذا ہم حدیثِ پاک کو پڑھ رہے ہیں تاکہ فہمِ قرآن حاصل ہو جو کہ زینہ ہے عمل بالقرآن کا۔ یہ آپ کی دوسری نیت ہونی چاہئے کہ حدیث پاک پڑھنے سے ہمیں فہمِ قرآن حاصل ہو گا اور فہمِ قران کے نتیجے میں عمل بالقرآن بھی ان شاء اللہ نصیب ہو گا تو فہمِ قرآن اور عمل بالقران کے لئے حدیث پڑھ رہے ہیں۔

محبوب کے کلام سے لطف اندوز ہونا ایک مستقل غرض

ہمارے حضرت قطب الاقطاب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دو غرضوں کو بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتے تھے کہ اگر حدیث پاک پڑھنے پڑھانے کا کوئی بھی فائدہ نہ ہوتا تب بھی یہی ایک فائدہ کافی ہے کہ یہ ہمارے محبوب کا کلام ہے، اور محبوب کے کلام سے لطف اندوز ہونا خود ایک مستقل غرض ہے۔

من أحب شيئا أكثر ذكره

جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے جس کو کسی چیز سے محبت ہو جاتی ہے تو اس چیز کا ذکر بکثرت کرتا ہے۔

صرف ذکرِ محبوب ہی نہیں، بلکہ محبوب سے تعلق رکھنے والی ہر چیز سے محبت کرتا ہے، اس کے کلام سے، اس کے افعال سے، اس کے کپڑ وں سے، اس کی تحریر سے، غرض محبوب سے تعلق رکھنے والی ہر چیز سے محبت کرتا ہے۔

أمرّ على الديار ديار ليلى
أقبّل ذا الجدار و ذا الجدار
و ما حب الديار شغفن قلبي
ولكن حب من سكن الديار

توحضرت شیخ رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی غرض نہ ہوتی تو یہی غرض کافی ہے کہ یہ ہمارے محبوب کا کلام ہے اور چونکہ محبوب سے محبت ہے اس لئے محبوب کے کلام سے بھی محبت ہے،اس لئے ہم حدیث پڑھ رہے ہیں۔

شانِ صحابیت کا پیدا ہو جانا

ایک اور غرض محدثین نے یہ لکھی ہے کہ مشتغل بالحدیث میں شانِ صحابیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھ کر صحابہ بنے،اور حدیث پڑھنے پڑھانے والے بھی ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

زندگی کے مطالعہ میں رہتے ہیں۔ جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھنے کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کو دیکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو دیکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کردار کو دیکھتے تھے؛اسی طرح جو مشتغل بالحدیث ہوتا ہے وہ ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھ رہا ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اٹھتے تھے، کس طرح بیٹھتے تھے، کس طرح سوتے تھے، کس طرح کھاتے تھے، کس طرح لباس پہنتے تھے۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھ کر صحابہ ہوئے اور مشتغل بالحدیث بھی ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو پڑھنے میں مشغول رہتا ہے، اس لئے اس میں شانِ صحابیت پیدا ہو جاتی ہے اور صحابہ سے ایک قسم کی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔

أهل الحديث هم أهل النبي وإن
لم يصحبوا نفسه أأنفاسه صحبوا

اسی لئے جب حضرت عبد اللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ تنہائی میں مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں تو کیا آپ bored نہیں ہو جاتے، آپ اکتاتے نہیں؟ تو عبد اللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں کیسے bored ہو جاؤں گا، مجھے کیسے اکتاہٹ ہو گی جب کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوتا ہوں۔ تو جو لوگ حدیثوں کو پڑھتے ہیں، انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا صحبت نصیب ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک غرض ہے۔

ایک بہت اہم غرض

علمِ حدیث کی غرض بیان کرتے ہوئے صاحب مفتاح السعادۃ فرماتے ہیں (اور اس غرض کو خوب ذہن نشین کر لینے کی ضرورت ہے) :

التحلی بالآداب النبویۃ و التوقی عما یکرھہ و ینھاہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جو آداب نظر آتے ہیں، جو کردار نظر آتے ہیں، جو اخلاق نظر آتے ہیں، اس سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا اور جن چیزوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے ہیں اور جن چیزوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم روکتے ہیں، ان سے اپنے آپ کو بچانا، یہ بھی ایک غرض ہے اور بہت اہم غرض۔ علامہ کرمانی رحمۃاللہ علیہ نے اسی غرض کو دوسرے الفاظ سے تعبیر کیا ہے، الفوز بسعادۃ الدارین، اس لئے کہ جو شخص اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے آراستہ کرے گا، اخلاق نبوی سے مزین کرے گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو ناپسند کیا ہے، جن چیزوں سے روکا ہے، ان سے بچے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی بھی سعادت عطا فرمائیں گے، آخرت کی بھی سعادت عطا فرمائیں گے۔ تو علامہ کرمانی رحمۃاللہ علیہ نے حدیث پڑھنے کی غرض الفوز بسعادۃ الدارین بتلائی اور اس میں کامیابی کب حاصل ہو گی؟ جب کہ پڑھنے والا التحلي بالآداب النبوية والتوقي عما يكرهه وينهاه کا مصداق بنے گا۔

تو تصحیح نیت یہ باطنی آداب میں سے تیسرا ادب ہے۔ نیت کو صحیح کیا جائے اور صحیح رکھا جائے، دل کو فاسد نیتوں سے پاک رکھا جائے اور اچھی نیتوں سے آراستہ کیا جائے، اور جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا کہ یہ علم چونکہ علوم آخرت میں سے ہے، اس کا تعلق آخرت سے ہے، اس لئے مقصد بھی صرف آخرت کا نفع ہونا چاہیئے۔

ظاہری آداب

اب حصول علم کے ظاہری آداب کی طرف آیئے؟ سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ اپنی پوری قوت اور تمام وسائل اس علم کی تحصیل کے لئے صرف کریں۔

وبقدر الکد تکتسب المعالي
فمن طلب العلى سهر الليالي

محنت اور کوشش کے ذریعہ بلندیاں حاصل کی جاتی ہیں، جو شخص بلندی کو چاہتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے۔

العلم عز لا ذل فيه يحصل بذل لا عز فيه

علم عزت ہی عزت ہے، اس میں ذلت بالکل نہیں، مگر حاصل ہوتا ہے
اپنے آپ کو مٹانے سے نہ کہ شان وشوکت کے ساتھ۔

پوری کوشش ہونی چاہئے کہ یہ علم کما حقہ نصیب ہو جائے، اور اس کے ساتھ کامل مناسبت پیدا ہو جائے۔ اپنی پوری قوت، ہمت اور اپنے تمام وسائل اس علم کی تحصیل میں صرف کریں۔ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اس مبارک کام میں خرچ کریں، اور اس اعتقاد کے ساتھ کہ میرے اوقات کا سب سے اچھا مصرف یہی ہے، درس سے کبھی بھی غیر حاضر نہ رہے، نہ جسماً نہ ذہناً۔ جسماً بھی درس میں حاضر رہنا چاہئے اور ذہناً بھی، یہ نہیں کہ جسم درسگاہ میں ہو اور ذہن ادھر ادھر منتشر۔

اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بہت نافع ہوگا:

احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَلَا تَعْجَزْ (مسلم، كتاب القدر، بَاب فِي الْأَمْرِ بِالْقُوَّةِ وَتَرْكِ الْعَجْزِ وَالِاسْتِعَانَةِ بِاللَّهِ وَتَفْوِيضِ الْمَقَادِيرِ لِلَّهِ)

جو چیز تجھے نفع پہنچائے اس کی حرص کر اور اس حرص کے ساتھ اللہ کی مدد طلب کر اور عاجز اور کمزور بن کر بیٹھا نہ رہ۔

یہ علم بہت ہی نافع چیز ہے، لہذا اس میں حریص ہونا چاہئے مگر صرف اپنی محنت اور کوشش پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے بلکہ اللہ سے مدد بھی طلب کرنی چاہئے اور عاجز بن کر، کمزور بن کر ہمت ہار کر بیٹھے نہیں رہنا چاہئے بلکہ اپنے آپ کو اپنے تمام وسائل کے ساتھ اس مبارک کام میں کھپانا چاہئے۔

لو كان هذا العلم يدرك بالمنى

نہ ہمت ہار کر بیٹھے نہ تمناؤں اور امنگوں پر اعتماد کرے بلکہ دھن اور دھیان کے ساتھ اس علم کی تحصیل میں لگا رہے، اس لئے کہ بغیر محنت کے تمناؤں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

لو كان هذا العلم يدرك بالمنى
لا يبقينّ على البرية جاهل
فاجهد ولا تكسل ولاتك غافلا
فندامة العقبى لمن يتكاسل

یہ علم اگر تمناؤں سے حاصل ہو جاتا تو اس روئے زمین پر ایک شخص بھی
جاہل نہ رہتا۔

اس لئے کہ ہر شخص کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ کاش کہ میں بھی صاحبِ علم ہوتا تو اگر تمناؤں سے اور امنگوں سے علم حاصل ہو جاتا:

لا یبقینّ علی البریة جاهل

تو اس روئے زمین پر ایک شخص بھی جاہل نہ رہتا،

جب یہ معلوم ہو گیا کہ نری تمنا اور امنگ سے کچھ حاصل نہیں ہو گا،

فاجهد ولا تکسل ولا تك غافلا
فندامة العقبی لمن یتکاسل

تو محنت و کوشش کر اور سستی و غفلت سے باز رہ، اس لئے کہ مستقبل کی
ندامت اس شخص کو ہوتی ہے جو سستی اور غفلت کا برتاؤ کرتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

لا یفلح من طلب هذا العلم بالتملل و غنی النفس

ایسا شخص کامیاب نہیں ہو گا جو اس علم کو حاصل کرے گا اکتاہٹ اور
سستی سے اور مستغنی بن کر۔

طلبہ کو اکتاہٹ سے بہت بچنا چاہئے، خوب ذوق و شوق سے پڑھنا چاہئے۔ درس میں تکرار کی وجہ سے بھی اکتاہٹ نہیں ہونی چاہئے۔ یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ یہ بحث جو اس وقت ترمذی شریف میں ہو رہی ہے کل ابو داؤد شریف میں ہو چکی ہے، اور ابو داؤد شریف کے استاذ نے جو تقریر کی تھی وہی تقریر ترمذی کے استاذ دہرا رہے ہیں۔ جو دلائل وہاں بیان ہوئے تھے وہی یہاں بیان ہو رہے ہیں، جو مذاہب وہاں بیان ہوئے تھے وہی یہاں بیان ہو رہے ہیں۔ میرے عزیزو! یہ تکرار فائدہ سے خالی نہیں۔ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے ہر استاذ کو پڑھانے کا الگ سلیقہ دیا ہے، بات وہی ہوتی ہے لیکن بولنے کا انداز الگ، تفہیم الگ، ترتیب الگ۔ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ ہم پر کرم فرماتے ہیں کہ جو چیز ہمیں ایک جگہ سمجھ میں نہیں آئی تھی، وہ دوسری جگہ سمجھ میں آجاتی ہے، یا پہلی جگہ راسخ نہیں ہوئی تھی تو وہ اب ہو جائے

گی۔ مزید یہ کہ ہر جگہ کا نور الگ ہوتا ہے، اور اس طرح الگ الگ قسم کے انوار منتقل ہوتے ہیں۔ اور بھائی ہر عقلمند اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ تکرار فائدہ سے خالی نہیں۔ بہر حال نہ تکرار سے اکتانا چاہیئے نہ اور کسی وجہ سے، بلکہ پورے ذوق و شوق سے پڑھنا چاہیئے، اس لئے کہ اکتاہٹ کے ساتھ پڑھنے والا علم سے محروم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح وہ شخص بھی ناکام رہتا ہے جو مستغنی بن کر علم کو طلب کرتا ہے، مثلاً پہلے سے کوئی مضمون معلوم ہے اور استاذ اس کو بیان کرتا ہے، تب بھی محتاج بن کر، طالب بن کر، عاجزی کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ اگر بے نیاز ہو کر پڑھنے کی کوشش کرے گا تو محروم رہے گا۔

لا يفلح من طلب هذا العلم بالتملل و غنى النفس

جو شخص اکتاہٹ کے ساتھ، تملل کے ساتھ، سستی کے ساتھ، غنی النفس کے ساتھ، مستغنی بن کر اس علم کو طلب کرتا ہے وہ ناکام رہتا ہے۔

ولكن من طلب بذلة النفس وضيق العيش وخدمة العلم أفلح

ہاں! جو شخص اس علم کو طلب کرتا ہے تواضع اور ذلتِ نفس کے ساتھ، تنگیٔ عیش اور علم کی خدمت کے ساتھ، وہ ضرور کامیاب ہو گا۔

تکبر سے بچتا ہے اور تواضع کو اختیار کرتا ہے، اپنے آپ کو مٹاتا ہے اور ہر قسم کی تلخی ترشی برداشت کر لیتا ہے، جو کھانا مل جاتا ہے، کھا لیتا ہے، جو پینا نصیب ہو جاتا ہے، پی لیتا ہے، جو پہننا مل جاتا ہے، پہن لیتا ہے، جہاں سونے کو مل گیا، وہاں سو گیا، جہاں بیٹھنے کو مل گیا، وہاں بیٹھ گیا، اور اپنے اساتذہ، مدرسہ اور طلبہ کی خدمت کرتا ہے، اور حاصل شدہ علم دوسروں تک پہنچاتا ہے، ایسا طالب علم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ضرور کامیاب ہو گا، اس لئے میرے عزیزو! عزمِ مصمم کر لیجیے کہ اپنی پوری قوت اور ہمت اور اپنے تمام وسائل اس علم کے لئے صرف کر دینا ہے، اور اپنا سارا وقت اسی میں لگانا ہے، اور کسی قسم کی تنگی سے گھبرانا نہیں ہے۔ جب اس طرح کی قربانی کا فیصلہ کر لو گے تب جا کر علم کا کچھ حصہ ملے گا۔

علم بخیل ہے

العلم شحيح، لا يعطيك بعضه حتى تعطيه كلك

علم بخیل ہے، جب تک تو علم کو اپنا سب کچھ نہیں دے گا اس وقت تک علم

تجھے اپنا تھوڑا سا حصہ بھی نہیں دے گا۔

جسم کی راحت کے ساتھ علم حاصل نہیں ہوتا

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے امام یحی بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے:

لا یستطاع العلم براحة الجسم

جسم کی راحت کے ساتھ علم حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

اس علم کے لئے سب کچھ قربان کر دے، اور اپنے وقت کو اس علم کے لئے سب سے اچھا مصرف سمجھے اور درس میں کبھی ناغہ نہ کرے۔

حضرت مولانا یحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اہتمام درس

ہمارے حضرت شیخ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کے والد حضرت مولانا یحیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے درس میں اس قدر پابندی فرمائی کہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میری ایک حدیث بھی نہیں چھوٹی۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی حسین احمد میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حدیث پڑھتے تھے ہم دونوں نے آپس میں یہ طے کر رکھا تھا اور یہ اہتمام کر رکھا تھا کہ کوئی حدیث نہیں چھوٹنی چاہئے، اور کوئی حدیث وضوء کے بغیر نہیں ہونی چاہئے۔ اب دونوں میں سے کسی کو استنجاء کی حاجت ہوتی تھی تو وہ دوسرے کو کہنی مارتا تھا اور اپنی ضرورت کی لئے اٹھ جاتا تھا، اس کا دوسرا ساتھی فوراً اشکال کر دیتا تھا اور وہ اتنی دیر میں جلدی جلدی فارغ ہو کر آ جاتا تھا اور سبق میں شریک ہو جاتا تھا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے والد صاحب کو چند بار ایسا ہونے پر اس کا احساس ہو گیا۔ ایک دن میرا وہ ساتھی وضوء کی لئے اٹھا تو میں نے اشکال کیا کہ علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ تو فتح القدیر میں یہ فرماتے ہیں۔ اس پر میرے والد صاحب نے فرمایا کہ ہم تمہارے ابن الہمام سے کہاں لڑتے پھریں گے۔ جب تک تمہارا ساتھی آ جائے ہم سے ایک قصہ سن لو، اس کے بعد والد صاحب کا معمول ہو گیا کہ ہم میں سے کسی کو جب بھی وضوء کی ضرورت پڑتی، تو جب تک وہ وضوء کر کے نہیں آ جاتا تھا اس وقت تک کوئی قصہ سناتے رہتے تھے۔ تو دیکھو پیارو! کتنا زیادہ اہتمام تھا! ہمیشہ یہ فکر سوار کہ کوئی حدیث

چھوٹنے نہ پائے، اور کوئی حدیث بغیر وضوء کے نہ ہو۔

باوضوء حدیث پڑھیں

اس قصہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طہارت کا اہتمام یہ بھی ایک مستقل ادب ہے۔ ابو اسماعیل الانصاری الہروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ احادیث پڑھنے پڑھانے سے پہلے یہ مستحب سمجھا جاتا ہے کہ آدمی طہارت کے بعد حاضر ہو۔

استطاعت ہو تو خوشبو لگائیں

اور طلب علم حدیث کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ اگر مستطیع ہو، اگر afford کر سکتا ہو تو خوشبو لگائے۔ چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ آتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے پاس مسئلہ پوچھنے کے لئے آتا تھا تو فوراً جواب دیتے تھے، لیکن اگر علم حدیث کے بارے میں کوئی سوال ہوتا تھا تو آپ اندر تشریف لے جاتے تھے غسل فرما کر اچھے کپڑے پہنتے تھے، اور اچھے کپڑے پہننے کے بعد خوشبو لگاتے تھے، اور خوشبو لگانے کے بعد مسجد نبوی میں تشریف لاتے تھے اور وہاں مسند حدیث پر بیٹھتے تھے اور پھر پورے وقار کے ساتھ حدیث کو بیان کرتے تھے اور اس سائل کے سوال کا جواب دیتے تھے۔ علم حدیث پڑھنے والوں کو اس کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

حدیثِ پاک سے پہلے موقوف علیہ علوم پڑھ لیں

ایک اور ادب یہ ہے کہ حدیث پڑھنے سے پہلے موقوف علیہ علوم پڑھ لیں۔ نحو پڑھ لیں، صرف پڑھ لیں، تاکہ عبارت اور ترجمہ میں غلطی نہ ہو، اس لئے کہ عبارت میں اور ترجمہ میں غلطی ہو جائے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بات منسوب ہو جائے گی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط بات منسوب کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العلم میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ (البخاری، کتاب العلم، بَاب إِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

جو شخص میری طرف کسی ایسی بات کو منسوب کر کے کہے جو میں نے نہیں کہی ہے، تو چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

عبارت صحیح پڑھیں

امام اللغۃ امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث کی عبارت غلط پڑھنے والا بھی کہیں اس مؤاخذہ میں نہ آجائے کیونکہ غلط عبارت پڑھنا بھی ما لم اقل کے مرادف ہے، اس لئے موقوف علیہ علوم پڑھ لینا چاہئے اور عبارت پڑھنے میں بھی بہت زیادہ احتیاط کرنا چاہئے۔ ابتدائی درجات والوں کو نحو و صرف میں بہت زیادہ محنت کرنی چاہئے تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑھتے ہوئے، ترجمہ کرتے ہوئے، مطلب بیان کرتے ہوئے، غلطی واقع نہ ہو۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ قرائتِ حدیث کی سعادت اسی کو نصیب ہوتی ہے جس کی عبارت ٹھیک ہو۔ اس لئے خوب محنت کریں۔

ایک اور ادب

ایک اور ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے، اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آجائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ عظام رحمہم اللہ تعالی کا تذکرہ آجائے، تو ناموں کا عظمت کے ساتھ ذکر کریں۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ مثلاً 'تعالیٰ' کہیں 'جل جلالہ و عم نوالہ' کہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ درود شریف ضرور پڑھیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام کے ساتھ 'رضی اللہ تعالی عنہ' اور 'رضی اللہ تعالی عنہا' ضرور کہیں اور حضرات ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالی کے ناموں کے ساتھ 'رحمۃ اللہ علیہ'۔

اور ائمہ میں سے کسی بھی امام کے متعلق دل میں حقارت کا ادنی وسوسہ بھی نہیں آنا چاہئے، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

استاذ کا نام تعظیم سے لیں

اسی طرح اپنے شیخ اور اپنے استاذ کا نام ذکر کرے تو وہ چونکہ آپ کے لئے سب سے پہلا

واسطہ اور وسیلہ ہیں،اس لئے ان کی شان کے لائق تعظیمی الفاظ استعمال کریں، جیسے کہ حضرت مسروق تابعی رحمۃاللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے شاگرد ہیں، وہ جب ان سے روایت کرتے تھے تو یہ الفاظ استعمال کرتے تھے:

حدثني الصديقة بنت الصديق حبيبة حبيب الله صلى الله عليه و سلم

یہ تھی تعظیم اپنی استانی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی۔اور امام ابو مسلم خولانی رحمۃاللہ علیہ اپنے استاذ، عوف بن مسلم رحمۃاللہ علیہ سے جب روایت کرتے تھے تو اس طرح روایت کرتے تھے:

حدثني الحبيب الأمين عوف ابن مسلم

مجھ سے میرے محبوب امانتدار استاذ، عوف ابن مسلم نے بیان کیا ہے۔

حدیث پر عمل کرنا چاہئے

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ وہ احادیث جن کا تعلق عبادات اور اعمال سے ہیں، ان پر عمل کرنا چاہئے۔اس لئے کہ یہ حدیث کی زکوۃ ہے۔ چنانچہ حضرت بشر حافی رحمۃاللہ علیہ یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

يا أهل الحديث أدوا زكوة الحديث

اے مشتغلین بالحدیث! تم حدیث کی زکوۃ ادا کرو۔اب حدیث کی زکوۃ کس طرح ادا کریں؟

آگے فرماتے ہیں:

فاعملوا من كل مأتين بخمسة أحاديث

ہر دوسو حدیثوں مین سے کم از کم پانچ احادیث پر عمل کر لیا کرو۔

تو عبادات اور اعمال والی جو احادیث ہیں ان پر عمل کی خوب کوشش کرنی چاہئے۔ہمارے اسلاف کو دیکھئے! حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃاللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

ما كتبت حديثا إلا وقد عملت به

میں نے کوئی حدیث ایسی نہیں لکھی جس پر میں نے عمل نہ کیا ہو۔

اور آگے فرماتے ہیں:

حتى مر بى أن النبي صلى الله عليه و سلم احتجم وأعطى أبا طيبة الحجام دينارا

بخاری شریف میں یہ حدیث آرہی ہے، فرماتے ہیں کہ جب اس حدیث پر میرا گذر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی ہے اور ابو طیبہ حجام یعنی سینگی لگانے والے کو ایک دینار دیا ہے؛

فاحتجمت و أعطيت الحجام دينارا

تو میں نے بھی سینگی لگوائی اور اس کو ایک دینار دیا۔

اسی طرح ابراہیم ابن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

كنا نستعين على حفظ الحديث بالعمل

ہم حدیثوں کو یاد کرنے میں عمل کے ذریعہ مدد حاصل کرتے تھے۔

جو شخص حدیث پر عمل کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس عمل کی وجہ سے وہ حدیث محفوظ رہے گی۔ مثلاً آپ نے مسجد میں داخل ہونے کے سلسلہ میں پڑھا کہ پہلے دایاں قدم رکھے، بسم اللہ پڑھے، پھر درود شریف پڑھے، اور پھر اللهم افتح لي أبواب رحمتك پڑھے۔

ظاہر ہے کہ ان سنتوں پر عمل کرنے والے سے مسجد میں داخل ہونے کا مسنون طریقہ پوچھا جائے تو وہ اپنے عمل پر غور کرے گا کہ میں کس طرح داخل ہوتا ہوں؟ پہلے دایاں قدم رکھتا ہوں، تو وہ کہے گا کہ پہلی سنت دایاں قدم رکھنا۔ پھر میں پڑھتا ہوں بسم اللہ، دوسری سنت بسم اللہ پڑھنا۔ پھر میں پڑھتا ہوں الصلوة و السلام علی رسول اللہ، تیسری سنت درود و سلام پڑھنا، اور پھر میں پڑھتا ہوں اللهم افتح لي أبواب رحمتك، چوتھی سنت دعا پڑھنا۔

اسی وجہ سے امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

إذا أردت أن تحفظ الحديث فاعمل به

اگر تیرا ارادہ ہو کہ تو حدیث کو محفوظ رکھے تو اس پر عمل کیا کر۔

استاذ کاادب

ایک اور ادب یہ ہے کہ اپنے استاذ کی تعظیم ہو،اور تعظیم کا مرکز دل ہے اس لئے استاذ کی اپنے دل میں بہت زیادہ تعظیم ہونی چاہئے۔

امام بخاری رحمۃاللہ علیہ امام یحی ابن معین رحمۃاللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

ما رأيت أوقر للمحدثين من يحى ابن معين

میں نے محدثین کااحترام کرتے ہوئے یحی بن معین سے زیادہ کسی کونہیں دیکھا۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے زمانہ میں اساتذہ کی تعظیم جیسی ہونی چاہئے نہیں رہی،اگر کسی جگہ ہے تو ظاہری۔ یادرکھو! استاذ کی تعظیم دراصل علم کی تعظیم ہے۔استاذ اگر علم قرآن پڑھارہا ہے تو استاذ کی تعظیم، یہ قرآن کی تعظیم ہے۔اور استاذ اگر حدیث پڑھارہا ہے تو استاذ کی تعظیم، یہ حدیث کی تعظیم ہے۔امام بیہقی رحمہ اللہ تعالی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیاہے۔آپ ارشاد فرماتے ہیں:

تواضعوا لمن تعلمتم منه العلم (شعب الایمان، باب في نشر العلم)

تم تواضع اختیار کرواس شخص کے سامنے جس سے تم علم حاصل کررہے ہو۔

اور محدث مغیرہ رحمۃاللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

كنا نهاب إبراهيم كهيبة الأمير

ہم اپنے استاذ ابراہیم سے اسی طرح ڈرا کرتے تھے جس طرح رعیت اپنے امیر اور حاکم سے ڈرتی ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

أنا عبد من علمني حرفا إن شاء باع وإن شاء أعتق

میں اس شخص کا غلام ہوں جس نے مجھے ایک حرف سکھادیا،اگر چاہے تو مجھے بیچ دےاور اگر چاہے تو مجھے آزاد کردے۔

اور ابو عبیدہ قاسم بن سلام رحمۃاللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

ما دققت على محدث بابه قط لقوله تعالى ﴿ولو أنهم صبروا حتى تخرج إليهم لكان خيرًا لهم﴾

جب جب بھی میں کسی محدث کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے گیا تو میں نے کبھی بھی اس کے دروازے کو نہیں کھٹکھٹایا، (بلکہ میں نے ہمیشہ ان کا گھر سے نکلنے کا انتظار کیا) اس لئے کہ اللہ تعالی شانہ ارشاد فرماتے ہیں: اور اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر ان کے پاس آجاتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔

علم کے آلات کا بھی ادب کریں

ایک اور ادب یہ ہے کہ تحصیل علم کے جتنے بھی آلات ہیں، تحصیل علم کے جتنے بھی وسائل ہیں، ان سب کا خیال رکھیں اور ادب کریں۔ ٹپائی کے ساتھ، قلم کے ساتھ، کتابوں کے ساتھ، اساتذہ کے ساتھ، درسگاہ کے ساتھ، اپنے ساتھیوں کے ساتھ، مدرسہ کے ساتھ ادب کا معاملہ کریں۔

ساتھی کے ساتھ حسنِ سلوک کریں

ایک ادب یہ بھی ہے کہ شرکاءدرس کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کریں۔اور اس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ ہم سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

ایک اور ادب یہ ہے کہ جو کتاب، جس استاذ سے پڑھی جارہی ہے،اس میں اپنے اس استاذ کو اپنے لئے سب سے زیادہ أنفع سمجھیں۔

علم کی اشاعت کا جذبہ ہو

ایک اور اہم ادب یہ ہے کہ حاصل شدہ علم کو لوگوں تک پہنچانے کا جذبہ بھی رکھیں۔ ہر وقت یہ خیال رہنا چاہئے کہ جس علم کو میں حاصل کررہا ہوں، یہ علم مجھے دوسروں تک بھی پہنچانا ہے۔ اور اس کی ابتداء اپنے طالبِ علم ساتھیوں سے کرنی چاہئے، جب بھی کوئی ساتھی تکرار کے لئے آئے، کوئی چیز پوچھنے کے لئے آئے تو اسے بتلادیا جائے اس کے بعد جب اپنی بستیوں میں جائیں وہاں کوئی پوچھے، یادین کی بات کرنے کا کوئی موقع مل جائے تو ضرور بیان

کریں۔

علم میں بخل کی آزمائش

جو شخص علم میں بخل کرتا ہے، جہاں بتلانا چاہئے وہاں بتلاتا نہیں، یا کسی کے پوچھنے پر مدد نہیں کرتا، یہ علم کے ضائع ہونے کی نشانی ہے۔ عبد اللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

من بخل بالعلم ابتلي بثلاث إما أن يموت فيذهب علمه أو ينسى أو يتبع السلطان

جو شخص علم میں بخل کرتا ہے وہ تین میں سے کسی ایک آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔ یا تو وہ مر جائے گا اور اس کے علم سے لوگوں کو نفع نہیں ہو گا، یا یہ کہ وہ علم کو بھول جائے گا یا کسی دنیادار کے پیچھے لگ جائے گا (اور دنیا میں پڑ جائے گا)۔ اس کا علم آخرت کے لئے نافع نہیں ہو گا۔

حصولِ علم میں نہ حیا ہو نہ تکبر

ایک اور ادب علم کا یہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ نہ حیاء ہو نہ تکبر۔ کبھی کبھی حیاء کی وجہ سے آدمی پوچھتا نہیں، اور کبھی تکبر کی وجہ سے نہیں پوچھتا۔ بعض دفعہ سوال سے حیاء مانع ہوتی ہے، خیال آتا ہے کہ میں اگر سوال کرونگا تو سب کے سامنے شرمندگی ہو گی یا حضرت استاذ اس وقت مشغول ہیں، ان کو خلل ہو گا۔ اور کبھی تکبر مانع ہوتا ہے کہ میں اگر یہ سوال کروں گا تو لوگوں کی نظروں میں گر جاؤنگا کہ اسے اتنا بھی علم نہیں۔ امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا ينال العلم مستحي ولا مستكبر

حیاء کرنے والا اور متکبر علم حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے۔

اپنے امور میں اپنے استاذ سے مشورہ

ایک ادب یہ ہے کہ اپنے امور میں، خصوصا دینی اور علمی امور میں اپنے استاذ سے مشورہ کر لیا کریں۔ اس سے علم میں بہت برکت حاصل ہوتی ہے اور اس سے آدمی صحیح سمت پر رہتا

ہے۔

اخلاقِ حمیدہ کا اہتمام کریں

ایک اور ادب یہ ہے کہ اخلاق حمیدہ کا بہت زیادہ اہتمام کریں، اور اس کی کوشش کریں کہ اپنا کردار بلند ہو، اعلیٰ درجہ کی شرافت ہو، اخلاقِ فاضلہ سے آراستہ ہو۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ امام ابو عاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من طلب هذا الحديث طلب أعلى أمور الدين فيجب أن يكون خير الناس

جو شخص طلب حدیث میں مشغول رہتا ہے وہ دین کی بہت اونچی چیز کا طالب ہے، (اور جب بہت اونچی چیز کا طالب ہے) تو اس پر ضروری ہے کہ وہ خیر الناس بن کر رہے یعنی بہترین انسان بن کر رہے۔

اسباق کو قلمبند کرتا رہے

اور ایک آخری ادب جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جس علم کو آپ پڑھ رہے ہیں اسے قلمبند کر لینا چاہئے اس لئے کہ قلمبند کر لینے سے علم ایک حد تک محفوظ ہو جاتا ہے:

ما كتب قرّ و ما لا يكتب فرّ

جو چیز لکھ دی جاتی ہے وہ محفوظ ہو جاتی ہے ورنہ رخصت ہو جاتی ہے۔

العلم صيد و الكتابة قيده، قيّد صيودك بالقيود الواثقة

علم ایک شکار ہے اور اس کو لکھ لینا اس کو مقید کرنے کا راستہ ہے، بس تو اپنے شکار کو مضبوط رسیوں سے مقید کر لے۔

اور لکھتے ہوئے انتخاب سے پرہیز کرنا چاہئے، استاذ کی بیان کی ہوئی ہر بات کو قلمبند کر لینا چاہئے۔ امام یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صاحب الانتخاب يندم

جو انتخاب کرتا ہے اسے بعد میں ندامت ہوتی ہے۔

بسا اوقات کوئی بات بڑی کام کی ہوتی ہے مگر اسے معمولی سمجھ کر رہنے دیا گیا، بعد میں

ضرورت پر تلاش کیا مگر نہیں ملی، اب پریشانی ہو رہی ہے اور افسوس بھی۔ حضرت عبد اللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ خود اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں:

ما انتخبت على عالم إلا ندمت

جب جب بھی میں نے کسی عالم کے پاس بیٹھ کر اس کی بیان کردہ چیزوں میں سے انتخاب کیا کہ کچھ لکھ لیا، کچھ چھوڑا تو مجھے ہمیشہ ندامت ہوئی (کہ اگر پوری بات لکھ لیتا تو آج کام آتی)۔

اسی لئے ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إذا كتبت فقمش وإذا حدثت ففتّش

جب تو لکھے تو سب کچھ سمیٹ لے، اور جب تو بیان کرنے لگے تو اچھی طرح جانچ پڑتال کر کے جو محقق چیزیں ہیں انہی کو بیان کر۔

آداب پر دوام ضروری ہے

یہ چند آداب ہیں جو آپ کی خدمت میں عرض کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور آپ سب دوستوں کو بھی، اور طالبات کو بھی۔ یہ آداب صرف سننے کے لئے نہیں ہیں، یہ آداب یاد رکھ کر عمل کرنے کے لئے ہیں اور صرف دورۂ حدیث والوں کے لئے نہیں، بلکہ تمام طالبینِ علم کے لئے ہیں۔

عزیز طلبہ! شروع سال میں آداب پر عمل کا جذبہ رہتا ہے، بعد میں آہستہ آہستہ سرد پڑ جاتا ہے۔ یہ آداب اور اصول پوری زندگی کے لئے ہونے چاہئے۔ آپ حضرات کی خدمت میں پہلے بھی کسی وقت عرض کیا جا چکا ہے کہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک رات اسہال کی تکلیف ہوئی۔ بار بار قضاءِ حاجت کے لئے تشریف لے گئے، ستر مرتبہ جانے کی ضرورت پیش آئی، کتنا ضعف آیا ہو گا! مگر اس کے باوجود ہر مرتبہ فارغ ہو کر طلبِ علم میں مشغول ہو گئے۔ علم کا ایسا حرص تھا کہ چھوڑ نہیں سکتے تھے، ستر مرتبہ قضاءِ حاجت سے فارغ ہو کر طلبِ علم میں مشغول ہوئے، اور اس ایک رات میں ستر مرتبہ وضوء بھی فرمایا! وضوء کے بغیر اپنی کتابوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ یہ اسی ادب کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ مقام عطا فرمایا کہ دنیا حیران ہے۔ بادشاہِ وقت نے نصیحتوں سے ناراض ہو کر انہیں کنویں میں قید کر دیا،

طلبہ وقتِ مقررہ پر مونڈیر کے ارد گرد جمع ہو جاتے تھے اور آپ کنویں کے اندر سے پڑھاتے تھے، کتابیں وغیرہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، مگر جو کچھ انہوں نے اس کنویں کی قید میں رہتے ہوئے اپنے شاگردوں کو املاء کرایا وہ پندرہ جلدوں پر مشتمل ایک کتاب بن گئی، یہ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی وہی شہرۂ آفاق کتاب ہے جسے مبسوط کہا جاتا ہے۔ یہ وسعتِ علم اور قوتِ حافظہ ادب ہی کا نتیجہ ہے۔

میرے عزیزو! علم ادب سے آتا ہے، جو ادب کا اہتمام کرتا ہے اسے علم حاصل ہوتا ہے۔

من لا أدب له لا علم له

با ادب با نصیب
بے ادب بے نصیب

طرق العشق کلھا آداب
أدبوا أنفسکم أیھا الأصحاب

طلبِ علم بھی عشق ہی کا راستہ ہے کہ ہم اس کے ذریعہ اللہ تک پہنچنا چاہتے ہیں اور اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور بغیر ادب کے یہ چیز کبھی بھی حاصل نہیں ہو گی۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین
وصلّی اللہ علی نبیّنا محمّد وعلی آلہ
و صحبہ أجمعین